اسلام کا نظام امن وامان

از

(جناب مولانا محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحی دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)

(۳)

قتل وخوں ریزی کو بند کرنے کی سعی جس قدر اسلام نے کی ہے، وہ اپنی آپ مثال ہے، اور اس سلسلہ میں مؤثر سے مؤثر جو اسلوب بیان ہو سکتا ہے، وہ سب اختیار کیا گیا ہے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا یزال المؤمن معنقا صالحا مالم یصب دما حراما فاذا اصاب دما حراما بلح رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ)	مومن ہمیشہ نیکیوں کی طرف تیزی کرنے والا نیکوکار ہوتا ہے جب تک وہ حرام خون نہیں کرتا، جب وہ اس گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے تو وہ تھک جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے، ان مہلک امور میں سے جن میں انسان اپنے آپ کو ڈال کر بچا نہیں سکتا اور اس کی ہلاکت ضروری ہے، یہ بھی ہے کوئی ناحق خون بہائے، جس کی کوئی شرعی وجہ نہ ہو[۱]

اعانت قتل اسلام کی نظر میں| اسلام ناحق قتل وخوں ریزی کو ایک لمحہ کے لئے برداشت نہیں کرتا، ایک طرف وہ طرح طرح سے ان لوگوں کی مشکیں باندھتا ہے، جو اس میں آلودہ ہو کر خط اٹھاتے کے عادی ہو گئے ہیں، دوسری طرف عوام کو منع کرتا ہے کہ وہ اپنے کسی عمل سے قاتل کی حوصلہ افزائی نہ کریں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من اعان علی قتل مسلم ولو بشطر	جو شخص کسی مسلمان کے قتل میں کوئی مدد کرے گا،

۱؎ بخاری کتاب الدیات ج ۲ ص ۱۰۱۳

کلمۃ جاء یوم القیامۃ مکتوبا بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ

(ابن کثیر ج ۱ ص ۳۳۵)

خواہ وہ ایک کلمہ ہی سے کیوں نہ ہو، تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ "خدا کی رحمت سے مایوس"

انسانی فریضہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسے موقع پر ایک مسلمان کا فریضہ یہ ہے کہ قاتل کا ہاتھ تھام لے، اور اس کو اس جرم عظیم سے جس طرح بن پڑے روک دے، ارشادِ نبویؐ ہے

لا یقفن احد منکم موقفا یقتل فیہ رجل ظلما فان اللعنۃ تنزل علی من حضرہ حین لم یدفعوا عنہ ولا یقفن احد منکم موقفا یضرب فیہ رجل ظلما فان اللعنۃ تنزل علی من حضرہ حین لم یدفعوا عنہ (جمع الفوائد ج ۱ ص ۲۷۰)

تم میں سے کوئی ایسی جگہ موجود نہ ہو، جہاں ظلم و جور سے ایک انسان قتل کیا جا رہا ہو، مگر باایں ہمہ وہ اس کی طرف سے مدافعت نہیں کرتا تو وہ قابل لعنت ہے جس پر لعنت نازل ہوتی رہتی ہے اور تم میں سے کوئی ایسی جگہ موجود نہ ہو! جہاں ظلماً ایک شخص کو زدوکوب کیا جا رہا ہے مگر پھر بھی وہ اسے نہیں بچاتا اور نہ اس کی حمایت میں لڑتا ہے تو وہ مستحق لعنت ہے کہ اس پر لعنت برستی ہوگی، جب اس کی طرف سے لوگ مدافعت نہ کریں۔

جس طرح ایک مسلمان کا فریضہ یہ ہے کہ ظالم کو پوری قوت کے ساتھ ظلم سے روک دے، اور خونِ ناحق سے قاتل کو بچالے، اسی طرح اس مقتول کی جان بچانا بھی حتی الوسع انسانی فریضہ ہے۔

اشارۂ قتل کا حکم قتل کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ انسان خود تو اپنا ہاتھ خون آلودہ نہ کرے، مگر اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر کسی دوسرے کو اس سلسلہ میں استعمال کرے، اور

اس کے ذریعہ کسی بے گناہ کا سر قلم کرنے کی ناپاک کوشش کرے، اسلام اس صورت کو بھی برداشت نہیں کرتا، اور اصل مجرم صاحبِ اثر و رسوخ ہی کو قرار دیتا ہے، حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قاتل اور آمر کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا

قسمت النار سبعین جزأ فللآمر تسعة وستون وللقاتل جزء (جمع الفوائد عن احمد ج ۱ ص ۲۷۵)

آگ ستر حصوں میں بانٹ دی گئی ہے ان میں سے انہتر حصے اس کے لئے ہوگی جو قتل کا حکم دیتا ہے اور صرف ایک حصہ اس قاتل کے لئے ہوگی جو دوسرے کے کہنے سے قتل کرتا ہے

اسی طرح حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن قاتل و مقتول لائے جائیں گے، پس مقتول کہے گا، اے رب! پوچھئے کہ اس نے مجھے کس قصور پر قتل کیا، قاتل آمر کی طرف اشارہ کر کے جواب دے گا، اس نے مجھے حکم کیا تھا چنانچہ ان دونوں قاتل و آمر کے ہاتھ پکڑے جائیں گے اور دونوں کو ایک ساتھ جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔[1]

<u>خودکشی</u> قتل کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آدمی خود اپنے کو ہلاک کر ڈالے، جس کو خودکشی سے تعبیر کرتے ہیں، اس صورت میں بھی چوں کہ انسانی جان کا ضائع کرنا ہوتا ہے، اس لئے اسلام نے خودکشی کو بھی پوری قوت کے ساتھ روکا ہے اور ترہیب کے وہ تمام ذرائع استعمال کئے ہیں، جس سے ڈر کر انسان اس کام سے باز آجائے، بلکہ اس کو ایسے ارادہ کی جرأت تک نہ ہو، خود قرآن میں اعلان ہے

ولا تقتلوا انفسکم (النساء - ۵) — اور تم اپنی جانوں کو قتل نہ کرو

آگے اس کی سزا کا بھی تذکرہ ہے ارشادِ ربانی ہے

ومن یفعل ذالك عدوانا وظلما فسوف نصلیه نارا (النساء - ۵) — اور جو کوئی تعدی اور ظلم سے یہ کام کرے گا، ہم اس کو آگ میں ڈالیں گے۔

---

[1] جمع الفوائد ج ۱ ص ۲۷۵

لا تقتلوا کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں، مگر ظاہر الفاظ سے خودکشی کی ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے، اور خاکسار نے اسی لئے اس آیت کو یہاں نقل کیا ہے اور حدیثیں تو اس سلسلہ میں کافی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ومن قتل نفسہ بشیٔ فی الدنیا عذب بہ یوم القیامۃ (مسلم جزء ۱)

جو شخص جس چیز سے دنیا میں خودکشی کرے گا قیامت میں اسی کے ساتھ اسے عذاب دیا جائے گا۔

ایک حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں

ومن ذبح نفسہ بشیٔ ذبح بہ یوم القیامۃ (ایضاً)

جو جس چیز سے اپنے آپ کو دنیا میں ذبح کرے گا، وہ اسی چیز سے قیامت میں ذبح کیا جائے گا۔

خودکشی کی سزا ایک حدیث میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کا حشر بیان کیا، کہ وہ کس طرح کے عذاب میں قیامت کے دن مبتلا ہوگا، خودکشی کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے کو کسی اونچی جگہ سے گرا کر ہلاک کر ڈالے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ زہر پی کر اپنے کو موت کے گھاٹ اُتار لے، اور تیسرا طریقہ اپنے کو ذبح کر لینا ہے، ان کے علاوہ بھی طریقے ہیں، مگر کسی صورت میں اسے معاف نہیں کیا جائے گا، آپ نے فرمایا

من تردی من جبل فقتل نفسہ فھو فی نار جھنم یتردی فیھا خالداً مخلداً فیھا ابداً، ومن تحسی سماً فقتل نفسہ، فسمہ فی یدہ یتحساہ فی نار جھنم خالداً مخلداً فیھا ابداً، ومن قتل نفسہ بحدیدۃ فحدیدتہ فی یدہ یتوجاء بھا فی بطنہ فی نار جھنم خالداً

جو شخص پہاڑ سے گرا کر اپنے آپ کو مار ڈالتا ہے وہ مرنے کے بعد جہنم کی آگ میں گرتا جائے گا جس میں اسے ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اور جو شخص زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں وہ اس کو ہمیشہ پیتا رہے گا اور جو اپنے آپ کو کسی ہتیار سے مار ڈالتا ہے تو اس کا وہ ہتیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی دہکتی آگ میں اسے ہمیشہ اپنے

مخلداً فیہا ابداً (للستۃ الاالکا) پیٹ میں بھونکتا رہے گا۔

(جمع الفوائد ج ۱ ص ۲۷)

اپنا آپ گلا گھونٹنے کے متعلق ارشادِ نبوی ہے

الذی یخنق نفسہ یخنقہا فی النار جو شخص اپنا آپ گلا گھونٹتا ہے جہنم کی آگ میں (اسی طرح) گھونٹتا رہے گا۔

(جمع الفوائد)

اپنے آپ کو بھالا، نیزہ، اور بندوق کی گولی مار لینا، اس کے متعلق ارشادِ نبوی ہے

والذی یطعن نفسہ یطعنہا فی النار۔ للبخاری (ایضاً) اور جو اپنے کو نیزہ مار کر ہلاک کرتا ہے وہ جہنم کی آگ میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔

قتل کا ارادہ اور اس کا حکم | قاتل کے جذبہ کی خواہ وہ کسی بھی ناجائز موقع سے ہو، اسلام مذمت کئے بغیر نہیں رہتا، چنانچہ ایک دفعہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان تلوار لے کر باہم مقابلہ کے لئے نکلیں، اور کوئی ان میں سے مارا جائے، تو قاتل ومقتول دونوں ہی جہنم میں جائیں گے، پوچھا گیا کہ قاتل تو اپنے جرم میں جائے گا لیکن مقتول کیوں؟ آپ نے فرمایا

انہ کان حریصاً علی قتل صاحبہ اس لئے کہ وہ اپنے ساتھی کے قتل کا خواہش مند تھا۔

(بخاری ج ۱ ص ۹)

ہتھیار پر کنٹرول | اور یہی وجہ ہے کہ قتل تو بہر حال قتل ہے، اسلام یہ بھی پسند نہیں کرتا آدمی ایسی ہیئت اختیار کرے جس سے کسی کو زخم پہنچنے کا معمولی اندیشہ بھی ہو، یا کسی کے قلب میں اس کی طرف سے شبہ بھی پیدا ہو، ارشادِ نبوی ہے

من حمل علینا السلاح فلیس منا۔ رواہ البخاری جو ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے

حافظ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں

المراد من حمل علیھم السلاح لقتالھم لما فیہ من ادخال الرعب علیھم لا من حملہ لحراستھم (فتح الباری ج ۱۲ صفحہ ۱۲۳)

یعنی مراد یہ ہے کہ جو مسلمانوں سے قتال کے لئے ہتھیار اٹھائے، اس لئے کہ اس صورت میں ان کو مرعوب کرنا ہے، ہاں وہ مطعون نہیں ہے جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ایسا کرے۔

ننگی تلوار کا حکم | رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ننگی تلوار لے کر چلنے کی ممانعت فرما دی تھی، کہ مبادا کسی کو دھوکہ سے کوئی خراش آ جائے، یا کسی کو قلب کی کمزوری کی وجہ سے ننگی تلوار دیکھ کر خطرہ محسوس ہونے لگے۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتعاطی السیف مسلولا (رواہ الترمذی مشکوٰۃ کتاب القصاص)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا کہ ننگی تلوار لی۔ دی جائے۔

تلوار اٹھانے کا گناہ | قتل و خون کی برائی ذہن نشین کرنے اور دنیا سے فتنہ و فساد کے مٹانے کے لئے آپ نے ارشاد فرمایا

لجھنم سبعۃ ابواب، باب منھا لمن سل السیف علی امتی او علی امۃ محمد رواہ الترمذی (مشکوٰۃ کتاب القصاص)

دوزخ کے سات دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازہ اس مجرم کے لئے ہے جو میری امت یا امت محمد صلعم پر تلوار چلائے،

گویا کوئی ایسا پیرایہ باقی نہ چھوڑا گیا، جس سے امت کا ذہن اس سلسلہ میں راہ راست پر لگ سکتا تھا، مختلف انداز سے کوشش کی گئی ہے، کہ انسان قتل اور خوں ریزی کے نقصان کو سمجھ کر اس سے بیزاری کا اعلان کر دے اور فتنہ و فساد سے ہاتھ اٹھا لے، ایک موقع سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من اشار الی اخیہ بحدیدۃ فان الملائکۃ تلعنہ حتی یضعہا وان کان اخاہ لابیہ وامہ، رواہ البخاری (مشکوٰۃ کتاب القصاص)

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں، تاآنکہ وہ اسے رکھ نہ دے، اگرچہ وہ اس کا سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں

آنجا قصد وجد گنجائش ندارد، مجرد ہزل و لعب خواہد بود، با وجود آں متوجہ می شود لعنت نبوی مبالغہ است در نہی (اشعۃ اللمعات ج ۳ صہ ۲۵۳)

اس حدیث میں اشارہ سے مراد ہنسی مذاق کے طور پر ہے، کیوں کہ قصد وارادہ کے معنی لئے جانے کی گنجائش نہیں ہے اور بایں ہمہ پھر بھی لعنت کا متوجہ ہونا قابل عبرت ہے، گویا اس سے شدت کے ساتھ روکنا ہے

پیرایۂ بیان ہر موقع سے ایسا اختیار کیا گیا ہے کہ انسانی ذہن میں انسانی خون، اور امن و امان کی قدر و قیمت مضبوطی سے جم جائے، اور پھر اس کو اس سلسلہ میں مزید سوال کی ضرورت باقی نہ رہے۔

اسلام کے سوا یہ اہتمام انسانی امن و امان کا کہاں مل سکتا ہے؟ اور ہمارے اس موجودہ دور میں ایسے امن وامان کا تصور بھی نہیں ہو سکتا ہے، اور کیسے ہو سکتا ہے جب کہ جانوروں کی قدر و قیمت انسان کے مقابلہ میں مذہبی نہج سے زیادہ ہو، یہ تو اسلام ہی کو فخر ہے کہ اس نے پوری قوت سے انسانی احترام کی برتری کا اعلان کیا، اور ساری مخلوقات کو اس کا تابع اور خدمت گزار قرار دیا۔

ہتھیار کو چھپا کر رکھنا چاہیئے

کھلے ہتھیار سے اشارہ کرنے کو کیوں روکا گیا؟ خود حدیث ہی میں اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔

فانہ لا یدری لعل الشیطان ینزع فی یدہ فیقع فی حفرۃ من النار (متفق علیہ ایضا)

کیوں کہ اسے خبر نہیں کہ شاید شیطان وسوسہ ڈال دے اور ہاتھ غلطی پر آمادہ ہو جائے اور اس طرح وہ جہنم کے غار میں جا پڑے۔

اسلام نے یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ دھار تیز ہتھیار کس طرح لے کر چلنا چاہیئے اس سلسلہ میں تاکید ہے کہ طریقہ ایسا ہو کہ جس سے نہ کسی کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ رہے اور نہ کسی کے قلب میں کوئی خطرہ پیدا ہو سکے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا مر احدکم فی مسجدنا وفی سوقنا ومعہ نبل فلیمسک علی نصالھا ان یصیب احدا من المسلمین منھا بشیئ متفق علیہ (ایضاً)

تم میں سے جب کوئی مسجد یا بازار سے گذرے اور اس کے ساتھ میں تیر ہو، تو اسے چاہیئے کہ اس کی پھلی کو تھام لے، تاکہ دھوکہ سے بھی کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

اس حدیث میں مسجد اور بازار کا تذکرہ ہے، لیکن مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں آدمیوں کا مجمع ہو خواہ وہ دینی عبادت کی وجہ سے، یا دنیاوی ضرورتوں کی وجہ سے، چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے

وسائر مجامع در حکم آنست (اشعۃ اللمعات)

تمام مجامع اسی حکم میں ہیں۔

خون میں مساوات پھر یہ کہ انسانی جانوں کا احترام ایسا ہے، جس میں آزاد و غلام، امیر و غریب سلطان و گدا کسی کی کوئی تمیز نہیں، سب کے لئے حکم برابر ہے، اور سب کی جان لائقِ صد احترام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

المسلمون تتکافأ دماءھم (مشکوٰۃ کتاب القصاص)

مسلمانوں کے خون برابر ہیں

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اس حدیث کے ضمن میں رقمطراز ہیں

گفت آں حضرت مسلمانان برابر است

آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خون

خونہا ایشاں در قصاص و دیت فضل نیست دراں شریف را بر وضیع و کبیر را بر صغیر، و عالم را بر جاہل و مرد را بر زن بر خلاف عادت جاہلیت (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۲۳۷)

مسئلہ قصاص و دیت میں برابر ہیں، اس باب میں نہ شریف کو کمینہ پر فضیلت ہے، نہ بڑے کو چھوٹے پر، نہ عالم کو جاہل پر، اور نہ مرد کو عورت پر، جیسا کہ جاہلیت میں تھا، اسلام اس کے برعکس مساوی درجہ کرتا ہے

غلام کے خون کا احترام چنانچہ حضرت سمرہؓ کا بیان ہے کہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من قتل عبدہ قتلناہ ومن جدع عبدہ جدعناہ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ کتاب القصاص)

جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا، ہم اسے قتل کریں گے جو اپنے غلام کی صورت بگاڑے گا ہم اس کی صورت بگاڑیں گے۔

قتل پر اعانت اور اس کی سزا قتل پر ادنیٰ اعانت بھی جائز نہیں ہے جس کی تفصیل قصاص کی بحث میں آئے گی، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا امسک الرجل وقتلہ الآخر یقتل الذی قتل ویحبس الذی امسک رواہ الدارقطنی (ایضاً)

جب کسی شخص کو ایک شخص تھام رکھے اور دوسرا قتل کرے تو جس نے قتل کیا ہے وہ قصاص میں قتل کیا جائے گا اور جس نے پکڑا ہے اسے قید کیا جائے گا۔

حضرت شیخ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں

اما پوشیدہ نماند کہ ایں اعانت است و در اعانت بر قتل بحکم احادیث دیگر قصاص آمدہ است مگر آنکہ ایں حدیث منسوخ باشد (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۲۴۰)

یہ بات مخفی نہ رہے کہ مقتول کو پکڑنا قاتل کی اعانت ہے اور قتل میں اعانت ایسا جرم ہے کہ دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ اس پر قصاص ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہو۔

امن وامان میں خلل کبھی خشت باری سے بھی ہوتا ہے، کہ دھوکہ سے کہیں کسی کو چوٹ آگئی، تو پھر دبی بڑھ کر جنگ کا شعلہ بھڑکا سکتی ہے اور آن کی آن میں انسانوں کا سارا

اطمینان وسکون اس کی نذر ہو سکتا ہے، حفظ ما تقدم کے طور پر اسلام نے اس طرح کی چیزوں سے بھی منع کیا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خشت باری نہ کیا کرو چنانچہ عبد اللہ بن مغفل رضؓ کا بیان ہے کہ انھوں نے کسی کو ڈھیلہ بازی کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا ایسا نہ کرو کیوں کہ

فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الخذف وقال انہ لا یصاد بہ صید ولا ینکا عدو ولکنھا قد تکسر السن وتفقأ العین متفق علیہ (ایضاً)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگ باری سے منع فرمایا ہے اور آپ کا ارشاد ہے کہ اس سے نہ کوئی شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ اس سے دشمن کو قتل کیا جا سکتا ہے، ہاں یہ البتہ ہوتا ہے کہ کبھی اس سے دانت ٹوٹتے ہیں اور کبھی آنکھیں پھوٹتی ہیں

امن وامان کی تاکید | ان تمام گوشوں پر اسلام کی نظر ہے، جہاں سے امن وامان میں خلل کا اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے اور محبت کی جگہ عداوت راہ پا سکتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنی زندگی کے آخری ایام میں امت کو تاکید فرمائی تھی کہ وہ انس ومحبت کی جگہ قتل وخوں ریزی کے جذبہ کو نہ آنے دیں۔

لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض (بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۳)	مرے بعد کافروں کا سا شعار نہ اختیار کر لینا، کہ تم میں سے بعض بعض کی گردن مارنے لگے۔

جس درد کے ساتھ یہ فرمایا تھا اس کا اندازہ اس وقت ہو سکتا ہے، کہ بعثت نبوی سے پہلے کی تاریخ سامنے ہو، اور پھر آپ کی جد وجہد کا منظر آنکھوں میں پھر رہا ہو۔

حجۃ الوداع میں پیغام نبوی | جس انداز میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امن وامان کی تبلیغ کی، قتل وخوں ریزی کے دروازہ کو بند کیا، اور کائنات انسانی میں انسانی جان کی قدر وقیمت بتائی اس کا اجمالی نقشہ آپ کے سامنے آگیا، اخیر میں وہ حدیث بھی سن لیجئے جس کا تعلق حجۃ الوداع کے خطبہ سے ہے، جہاں ایک لاکھ کے قریب انسان موجود تھے، آپ نے ارشاد فرمایا۔

فان اللہ تعالیٰ قد حرم علیکم دماء کم واموالکم واعراضکم الا بحقہا کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا، فی شھرکم ھذا (بخاری باب ظہر المومن حمی)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم پر تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں حرام کر دی گئیں تمہارے آج کے دن کی حرمت کی طرح، تمہارے اس شہر اور اس مہینہ میں، مگر یہ کہ حق کے لئے ہوں۔

اس کی اہمیت جتانے کے لئے پھر اخیر میں انسانوں کے سیلاب کو مخاطب کر کے فرمایا

الا ھل بلغت. ثلاثا کل ذالک یجیبونہ الا نعم (ایضاً)

کیا میں نے پیغام حق پہنچا نہیں دیا؟ اسے تین مرتبہ فرمایا، سبھوں نے بیک زبان جواب دیا، جی ہاں ضرور

کوئی معاشرہ اس سے زیادہ انسانی جان کی قدر و منزلت اور کیا جتا سکتا ہے، جو کچھ عرض کیا گیا اسے بار بار پڑھئے اور سوچئے کیا کوئی گوشہ ابہام و تفہیم کا آپ نے اٹھا رکھا، جس مومن کی ان تمام احادیث پر نظر ہو گی، غیر ممکن ہے وہ انسانی جان کا جیسا احترام چاہیے اس میں کوئی کسر اٹھا رکھے۔

خون کی اہمیت اسلام میں | اجتماعی زندگی میں انسانی خون کی قیمت کا مزید اندازہ اس حدیث سے لگایئے، جس میں عبد اللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ سرورِ کائنات نے فرمایا

اول ما یقضی یوم القیامۃ فی الدماء (بخاری کتاب الدیات ج ۲ ص ۱۰۱۲)

قیامت میں جس مسئلہ کا پہلے فیصلہ کیا جائے گا، وہ خون کا کیس ہو گا۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں

فیہ تغلیظ امر الدماء (شرح مسلم ج ۲ ص ۶۰)

اس حدیث میں خون کی اہمیت ہے

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

ای اول القضاء یوم القیامۃ القضاء فی الدماء ای فی امر المتعلق بالدماء

یعنی قیامت میں پہلا فیصلہ خون کا فیصلہ ہو گا یعنی خون سے متعلق مقدمات کے فیصلے ہوں گے۔

وفیہ عظم امر القتل لان الابتداء انما یقع بالاھم (فتح الباری ج ۱۲ ص ۱۶۶)

اس حدیث میں مسئلہ قتل کی اہمیت ہے کہ ابتدا ہمیشہ اہم معاملہ سے ہوتی ہے۔

عبادات اور انفرادی چیز میں نماز سے متعلق سوال ہوگا اور اجتماعی اور حقوق العباد امور میں سب سے پہلے اہمیت کے پیش نظر خون کا مقدمہ سامنے آئے گا، کیوں کہ بندوں پر مظالم کے سلسلہ میں سب سے بڑا ظلم یہی ہے۔

ابن العربی فرماتے ہیں

ثبت النھی عن قتل البھیمۃ بغیر حق والوعید فی ذالک فکیف بقتل الآدمی فکیف بالمسلم فکیف بالتقی الصالح (فتح الباری ج ۱۲ ص ۱۶۶)

جب ناحق چوپایوں کے قتل کی بھی ممانعت ثابت ہے اور اس سلسلہ میں وعیدیں بھی ہیں پھر قتل انسان کی کتنی اہمیت ہوگی اور اس سے بڑھ کر مسلمان کی اور اس سے بڑھ کر خداترس اور نیکوکار کی

اسلام سب سے پہلے دل پر قبضہ کرتا ہے اور ہر چیز کی اہمیت سب سے پہلے دل ہی میں جاگزیں کرنے کی سعی کرتا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں اس نے پہلے اپنا سارا زور اسی پر صرف کیا ہے، کہ انسان کے رگ و پے میں یہ بات پیوست ہوجائے کہ انسانی جان کی بڑی قیمت ہے اور اس کی حفاظت ہر شخص کا دینی اخلاقی اور انسانی فریضہ ہے۔

دین قیم کے یہ وہ زریں اصول ہیں جن کے قلب میں راسخ ہوجانے کے بعد ساری عداوتوں کے باوجود مسلمان ایک لمحہ کے لئے قتلِ ناحق کے مسئلہ میں تذبذب میں مبتلا نہیں ہوتا ہے بلکہ اس خیال کے آتے ہی اس کی زبان پر لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا جملہ آتا ہے، اور بے زاری کا اعلان کرکے علیحدہ ہوجاتا ہے۔

قاتل کی سزا اسلام میں

مگر بایں ہمہ انسان، انسان ہے، فرشتہ نہیں ہے، کبھی وہ ان تمام حقائق کے باوجود شیطانی وساوس میں گرفتار ہوجاتا ہے، اور جو نہ کرنا چاہیے وہ کرگذرتا ہے، مختلف محرکات ہیں، جو تھوڑی دیر کے لئے اس کی عقل پر پردہ ڈالتے ہیں، اور دین قیم

کے روشنی کے باوجود وہ اپنے آپ کو تاریکی میں محسوس کرتا ہے، اور پھر وہ ناجائز قتل وخوں ریزی پر اتر آتا ہے اسلام نے انسان کی ان نفسیاتی بیماریوں کے پیشِ نظر شہری قانون نافذ کیا ہے کہ اگر وہ خدانخواستہ اپنے ہاتھوں کو خون آلود کرلے تو اس کی ایسی سزا ہونی چاہیئے، جو آئندہ دوسروں کے لئے عبرتناک ہو۔

قصاص اور اس کی نوعیت | اسلام نے ایسے موقع کے لئے "قصاص" کا حکم نافذ کیا ہے، ارشادِ ربانی ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى	مسلمانو! مقتولوں کا قصاص (خون کا عوض) تم پر فرض کیا گیا ہے، آزاد بدلے آزاد کے، اور غلام بدلے غلام کے، اور عورت بدلے عورت کے

(بقرہ ۲۲)

حضرت تھانویؒ کا تفسیری ترجمہ ملاحظہ فرمایئے، لکھتے ہیں

"اے ایمان والو! تم پر قانون قصاص فرض کیا جاتا ہے، مقتولین بقتلِ عمد کے بارے میں یعنی ہر آزاد آدمی قتل کیا جائے، ہر دوسرے آزاد آدمی کے عوض میں، اور اسی طرح ہر غلام دوسرے غلام کے عوض میں، اور اسی طرح ہر عورت دوسری ہر عورت کے عوض میں، گویہ قاتلین بڑے درجہ کے اور مقتولین چھوٹے درجہ کے ہوں، جب بھی سب کو برابر سمجھ کر قصاص لیا جائے گا، یعنی قاتل کو سزا میں قتل کیا جائے گا"[1]

قصاص میں عدل و مساوات | اس آیت کے سلسلہ میں ابو بکر جصاصؒ لکھتے ہیں

وھذہ الآیۃ تدل علی قتل الحر بالعبد والمسلم بالذمی والرجل بالمرأۃ لما بیناہ من اقتضاء اول	یہ آیت بتاتی ہے کہ ہر (آزاد) غلام کے بدلہ قتل کیا جائے گا اور مسلمان کافر ذمی کے بدلہ اور مرد عورت کے بدلہ، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان

---

[1] بیان القرآن ج ۱ ص۱۰۳

الخطاب ایجاب عموم القصاص فی سائر القتلیٰ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۳۷) کیا ہے کہ خطاب کے ابتدائی حصہ کا اقتضا تمام مقتولین میں قصاص کا وجوب سمجھ میں آتا ہے۔

قصاص میں عدل و مساوات کی صراحت اس آیتِ قرآنی میں موجود ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن، والسن بالسن، والجروح قصاص (المائدہ ۷)

اور ہم نے اس میں ان پر لکھ دیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ، اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت، اور سب زخموں کا بدلہ برابر۔

حضرت مولانا تھانویؒ لکھتے ہیں

"النفس بالنفس میں آزاد اور غلام، اور مسلمان اور کافر ذمی، اور مرد اور عورت اور کبیر اور صغیر اور شریف اور رذیل اور بادشاہ اور رعیت سب داخل ہیں"۔ (بیان القرآن ج ۳ ص ۳۵)

قصاص عہدِ نبوی میں | حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک مسلمان عورت کو ایک یہودی نے مار ڈالا، اس کے عوض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کو بھی قصاص میں قتل کر ڈالا۔

(بخاری باب قتل الرجل بالمرأۃ)

اسی طرح حدیث میں ہے کہ خدمتِ نبوی میں ایک مسلمان پیش کیا گیا، جس نے ایک ذمی کافر کو قتل کر دیا تھا چنانچہ آپ نے حکم فرمایا اور اس قاتل مسلمان کو قتل کیا گیا

(شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۱۱۱)

قصاص میں یہ شرط نہیں ہے کہ مقتول کمالِ ذات و صفات میں قاتل کے بالکل برابر ہو چنانچہ اعضاء کا صحیح و سالم اس شخص کے قصاص میں قتل کیا جائے گا جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں، یا جس کے اعضاء شل ہوں، اسی طرح عالم، جاہل کے بدلے شریف

کمینہ کے بدلے عاقل، مجنون کے بدلے تندرست بیمار کے بدلے اور بالغ، بچہ کے بدلے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔[1]

اگر ان مذکورہ اوصاف کا لحاظ کیا جائے، تو قصاص کا قانون ہی نافذ العمل باقی نہ رہے اسی وجہ سے جان کے معاملہ میں ان اوصاف وکمالات کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے بلکہ جان اور اس کی قیمت کا لحاظ قانوناً تسلیم کیا گیا ہے۔

قصاص کا فائدہ اسلام نے یہ قانون اس لئے بنایا ہے کہ قتل کا مجرم اپنے جرم کی پاداش پالے اور پھر اس سے ہمیشہ کے لئے باز آجائے اور ساتھ ہی دوسرے اس سزا کو دیکھ کر عبرت وبصیرت حاصل کریں اور ظلم وزیادتی کی ان میں جرأت پیدا نہ ہو سکے، دوسری طرف اس کا فائدہ پہنچے کہ مقتولین کے ورثاء اور حامیوں کا غیظ وغضب ٹھنڈا پڑ جائے اور ان میں ردِ عمل اور انتقام کا جوش موجزن ہو کر امن وامان کے خرمن کو خاکستر نہ بنانے پائے، یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے قصاص کو "حیات" سے تعبیر کیا ہے، ارشادِ ربانی ہے۔

ولکم فی القصاص حیاۃ یا اولی الالباب (بقر - ۲۲)	اور اے عقل مندو! قصاص میں تمھارے لئے زندگی ہے

قصاص میں حکمت حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں

وفی شرع القصاص لکم وھو قتل القاتل حکمۃ عظیمۃ وھی بقاء المھج وصونھا لانہ اذا علم القاتل انہ یقتل انکف من صنیعہ فکان فی ذالک حیاۃ النفوس (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۱۱)	قصاص کی مشروعیت میں عظیم الشان حکمت ہے اور وہ یہ کہ جان کی حفاظت اور اس کی بقاء ہے اس وجہ سے کہ جب قاتل کو یہ یقین ہو جائے گا کہ وہ بھی قصاص میں قتل کیا جائے گا تو وہ اپنے جرم سے رک جائے گا۔ اور اس طرح یہ چیز لوگوں کے لئے باعثِ حیات بن جائے گی۔

---

[1] بدائع الصنائع ج ۷ ص ۲۳۷

ابوالعالیہ کا بیان ہے

جعل اللہ القصاص حیاۃ فکم من یعل و یرید ان یقتل فتمنعہ مخافۃ ان یقتل (ایضاً)

اللہ تعالیٰ نے قصاص میں زندگی رکھی ہے اس لئے کہ کتنے ہیں جو قتل کا ارادہ کرتے ہیں مگر یہ خوف ان کو روک دیتا ہے کہ پھر تم بھی بدلے میں قتل کئے جاؤ گے۔

ابھی ہند و پاک میں ردِ عمل کے نام پر جس طرح لاکھوں ہندو مسلم خاک و خوں میں تڑپے، وہ نتیجہ تھا، مذہبی جذبۂ انتقام کا، اگر دونوں حکومتیں قاتلین کو واجب سزائیں دیتیں تو یہ تعداد سیکڑوں سے آگے نہ بڑھتی، اس لئے کہ یہ دیکھ کر تسکین ہوتی کہ حکومت قاتلوں کو ان کے جرم کی سزا خود دے رہی ہے، دوسری طرف قاتلوں کی حوصلہ افزائی بھی نہ ہوتی، اور پھر ان کی ہمتیں فوراً ٹوٹ جاتیں

ورثائے مقتولین کو ہدایت | اسلام سے پہلے جیسا پہلے اشارہ کر آیا ہوں، انتقام کے نام پر خوں ریزی کا بازار گرم رہا کرتا تھا اسلام نے قصاص کا عدل پرور قانون نافذ کر کے اس مرض کا خاتمہ کر دیا، قرآن نے جہاں جہاں قصاص کا قانون بیان کیا ہے وہاں پوری قوت سے ورثاء مقتولین کو زیادتی سے منع بھی کیا ہے، چنانچہ پہلی آیت کتب علیکم القصاص کے اخیر میں یہ بھی اعلان فرمایا گیا،

فمن اعتدی بعد ذالک فلہ عذاب الیم (بقرہ - ۲۲)

مشرکین سے قتال کا جہاں ذکر کیا گیا وہاں بھی صراحت کی گئی ہے کہ زیادتی نہ ہونے پائے، بس برابر سرابر ہو۔

الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین

(بقرہ - ۲۴)

حرمت والا مہینہ بدلا (مقابل) ہے حرمت والے مہینے کا اور ادب رکھنے میں بدلا ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو جیسی اس نے زیادتی کی تم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے پرہیزگاروں کے۔

صاحب تفسیر المنار لکھتے ہیں

وھذہ الشروط والاداب لا توجد الا فی الاسلام ولذالک قال تعالیٰ بعد شرح القصاص والمماثلۃ واتقوا اللہ فلا تعتدوا علی احد ولا تبغوا ولا تظلموا فی القصاص بان تزیدوا فی الایذاء (ج ۲ ص ۲۱۳)

یہ آداب و شروط اسلام کے سوا اور کہیں نہیں پائے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قصاص و مماثلت کا حکم بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو، کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرو اسی طرح قصاص میں ظلم و جور پر نہ اتر آؤ، کہ تم اذیت کوشی میں نمبر نہ لے جاؤ۔

مسئلہ قصاص میں غلط فہمی اور اس کا ازالہ اسلام نے قصاص میں جس عدل و مساوات کا ثبوت دیا، یہ بس اسی کا حصہ ہے اور جن آداب و شرائط کا لحاظ رکھا ہے، یہ اسی کے لائق ہے، کہیں ڈھونڈے یہ جامعیت نہیں مل سکتی ہے، مگر بایں ہمہ کچھ لوگ اپنی کم فہمی سے اسلام کے اس قانون پر منہ آتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ قاتل کی جان لینا بہت بڑا ظلم ہے، ان کا منشار یہ ہے کہ قتل کے بجائے اسے جیل کی سزا دی جائے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ملک کی ایک جان سزا پاکر پھر کارآمد ہو سکتی ہے۔

لیکن جن لوگوں کو جماعتی نظام کا تجربہ ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ملک سے فتنہ و فساد اور قتل وخوں ریزی کا بند کیا جانا اگر ضروری ہے تو اس کی صورت اس عدل و مساوات والے قصاص سے بہتر کوئی اور نہیں ہو سکتی، بدبخت افراد اگر یہ سن لیں کہ قتل کے بدلہ قتل نہیں ہے جیل ہے تو دیناجانتی ہے کہ وہ جرم پر جری ہو جائیں اور ملک میں اودھم مچادیں، اور کہتے پھریں چلو فلاں کو مار ڈالو، جیل میں جاکر بھی کھانا ملے گا، سونے کا وقت بھی ملے گا اور کم و بیش کچھ دنوں بعد یہاں جیسا ہی آرام وہاں بھی محسوس ہونے لگے گا۔

پھر ادھر مقتولین کے حامی و ناصر بھی کبھی چین سے نہیں بیٹھ سکتے، وہ بھی دوسری طرف

سے موقع پاکر قتل وخوں ریزی شروع کردیں گے ، اور کوشش کریں گے کہ بدلہ سود در سود وصول ہو اس طرح ملک کا امن وامان جاتا رہے گا ، ہم نے اپنے ملک میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آزادی کے بعد قتل وخوں ریزی میں کئی گونہ اضافہ ہوگیا ، اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے ، کہ بدبختوں نے سمجھ لیا کہ بدلہ میں قتل ہونا تو نہیں ہے ، مذہب کے نام پر ہمارے ساتھ رعایت ہوگی۔

پاکستان میں اسلامی فکر و نظر کے مشہور علمبردار

ماہنامہ چراغ راہ کراچی

کا

اسلامی قانون نمبر

دستور اسلامی کے موضوع پر ماضی وحال کی اردو صحافت میں ایک یگانہ ومنفرد اور بفضل خدا کامیاب کوشش

اس نمبر میں پہلی مرتبہ

ہندو پاکستان کے ساتھ ساتھ تمام عالم اسلام کے مشاہیر علماء اور مفکرین اسلام کے ثمرات فکر وتحقیق پیش کئے جارہے ہیں۔

اسلامی قانون کے ضوابط کی جدید ماحول میں ضرورت اور اُن کے طریق نفاذ پر خیال افروز بحث اور بصیرت افروز رہنمائی پیش کی گئی ہے۔

جدید پیرایۂ اظہار میں اسلامی ضوابط تعزیر اور قواعد حکمرانی کی تشریح ، نیز اُن میں مضمر عظیم فوائد ومنافع کی وضاحت کی گئی ہے۔

چراغ راہ کا اسلامی قانون نمبر اپنی بلند پایہ اور دلنشین تحقیقی نگارشات کی وجہ سے ایک عام صحافتی نمبر کی بجائے انشاء اللہ ـ ایک نہایت مستند علمی دستاویز ـ ایک عظیم اور مستقل کتاب ـ ایک زبردست محققانہ دلیل و نظیر اور ـ ایک تاریخی پیشکش ـ ثابت ہوگا

یہ نمبر عصر حاضر کی واحد دستوری اسلامی ریاست یعنی مملکت پاکستان کے نئے آئین ومعاشرتی تقاضوں کے پیش نظر جون میں شائع کیا جاچکا ہے

سائز بڑا
صفحات ۵۰۰
کتابت : اعلیٰ
طباعت : نفیس
قیمت ۸/ روپے

ماہنامہ ـــ چراغ راہ ـــ کراچی نمبر ۱